# مقدمہ

## از مؤرخِ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

طبقات وتراجم اور سوانح نگاری علمائے اسلام کا پسندیدہ موضوع ہے اور ابتداء ہی سے انھوں نے اس موضوع پر طرح طرح سے کتابیں لکھی ہیں، جس سے خلف کا علمی ودینی تعلق سلف سے قائم رہا ہے۔ ہر دَور کے اہلِ علم نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق تذکرہ نگاری کی ہے، اور علماء، فقہاء، محدثین، مشائخ، شعراء، ادباء اور دیگر اربابِ علم وفن کے حالات لکھے ہیں:

(۱) محلی اور مقامی تاریخوں میں کسی ایک شہر یا علاقہ کے اربابِ کمال کا ذکر کیا ہے جیسے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد، ابونعیم اصفہانی کی تاریخ اصفہان، سہمی کی تاریخ جرجان اور رافعی کی تاریخ قزوین۔

(۲) کسی ایک مسلک کے ائمہ کے ذکر میں کتابیں لکھیں جیسے قرشی کی طبقات الحنفیہ، سبکی کی طبقات الشافعیہ، ابویعلیٰ کی طبقات الحنابلہ۔

(۳) کسی ایک زمانہ کے علماء وفضلاء کے سوانح پر جیسے ابنِ حجر کی الدرر الکامنہ، سخاوی کی الضوء اللامع، بھروچی کی النور السافر، شوکانی کی البدر الطالع۔

(۴) ہر زمانہ، ہر طبقہ اور ہر فن کے اعاظم رجال کے تذکرہ میں ابن عماد کی شذرات الذہب، ذہبی کی العبر فی خبر من غبر، اور تاریخِ الاسلام وطبقات مشاہیر الاعلام

وغیرہ مشہور کتابیں ہیں۔

ہندوستان میں سوانح نگاری اور تذکرہ نویسی کا ذوق بہت بعد میں پیدا ہوا تو مشائخ وصوفیاء کے حالات پر کتابیں لکھی گئیں اور اہلِ علم کی طرف بہت کم توجہ کی گئی، اس کی تلافی سب سے پہلے شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبارالاخیار اور بھر وچی نے النورالسافر لکھ کر کی۔ اس کے بعد علامہ غلام علی آزاد بلگرامی نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں، عربی میں سبحۃ المرجان اور فارسی میں مآثر الکرام۔ پھر مولوی رحمٰن علی نے تذکرۂ علمائے ہند تصنیف کی۔ اور آخر میں مولانا عبدالحئی حسنی نے نزہۃ الخواطر اور راقم نے رجال السند والہند لکھی۔ ان کتابوں میں ہندوستان کے ہر دور اور ہر طبقہ کے علماء وفضلاء اور اربابِ کمال کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

اِدھر پچھلے چند سالوں سے تذکرہ نویسی اور سوانح نگاری کا ذوق سمٹ کر خاص خاص خانوادوں اور ان کے افراد واشخاص میں محدود ہو رہا ہے اور ان کے سوانح و تراجم میں علمیت سے زیادہ مشیخت کا رنگ نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا نظام الدین قاسمی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے "تذکرۂ اکابر" لکھ کر دوڈھائی سو سال کے سو اہلِ علم کا تذکرہ لکھ کر تذکرہ نگاری کو وسعت دی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر آج تک کے ایک سو علماء کبار اور مشائخ عظام کے نہایت مختصر اور جامع حالات، نیز علمی کمالات اور کارنامے بیان کیے ہیں۔ ان کے حالات میں اختصار کے باوجود جامع تعارف کی کوشش کی ہے۔ ان محدود علماء کبار اور مشائخ عظام کے انتخاب میں موصوف نے اپنے ذوق سے کام لیا ہے اور متعدد باحیات حضرات کے حالات بھی لکھے ہیں۔

غالباً یہ موصوف کی پہلی تصنیفی وتالیفی کوشش ہے، اِس سے اندازہ ہوتا

ہے کہ ان کو تصنیف و تالیف اور تحقیق کا ستھرا ذوق ہے، اور اس بارے میں ان سے اچھی توقعات کی جا سکتی ہیں۔ ہر صاحبِ تذکرہ کا تذکرہ مختصر ہونے کے ساتھ جامع ہے اور اس سے فی الجملہ شخصیت شناسی ہو جاتی ہے اور ہر تذکرہ مستند حوالہ کے ساتھ ہے، اس سے عزیزِ موصوف کی کوشش اور تلاش و جستجو کا اندازہ ہوتا ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کی گزشتہ دو صدیوں کی علمی اور دینی سرگرمی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ کتاب دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولانا غلام محمد وستانوی صاحب بھی اہلِ علم کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے ہندوستان کی علمی و دینی معتبر تاریخ پیش کی ہے۔

قاضی اطہر مبارکپوری
قاضی منزل، مبارکپور، اعظم گڑھ
۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ۔ ۲۹ر جنوری ۱۹۹۴ء

[illegible]

# تذکرۂ اکابر

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لے کر آج تک کے
سو علماء کبار اور مشائخ عظام کے نہایت مختصر اور جامع
حالات نیز علمی کمالات اور کارنامے وغیرہ



مرتب
مولانا نظام الدین صاحب قاسمی

باہتمام
حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی۔ رئیسِ جامعہ



ناشر
جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع دھولیہ مہاراشٹر